سچر، مشرا، هرش مندر، پھر بھی خاموش بجٹ .... اور ہماری سردمہری

ڈاکٹر سید ظفر محمود

ملک کا سالانہ بجٹ اس بات کا پیمانہ ہوتا ہے کہ حکومت کس مدعے کو کتنی اہمیت دیتی ہے، وہ مالی سال کی کتاب کا دیباچہ ہوتا ہے ۔ موجودہ وزیر مالیات نے پارلیامنٹ میں 13-2012کیلئے جو بجٹ پیش کیا اس میں مسلمانوں و دیگر اقلیتوں کا کوئی خاطر خواہ ذکر نہیں ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ موجودہ مرکزی حکومت کو 13-2012 کے دوران مسلمانوں و دیگر اقلیتوں میں کچھ خاص دلچسپی نہیں ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہو گی کہ اس دوران فوری طور پر کوئی بڑا الکشن ہونے والا نہیں ہے۔ ورنہ ماضی قریب میں پلٹ کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حالیہ صوبائی الکشن سے پہلے ہر طرف سے مسلمانوں کے فلاح و بہبود کی کتنی قسمیں کھائی جا رہی تھیں۔ چند ہی ہفتوں میں لگتا ہے جیسے وعدوں کی سنامی پر بریک لگ گیا۔ بلکہ گاڑی بیک گئیر میں چلنے لگی۔ دسمبر 2011میں وزراء کرام مسلم رہنمائوں کی میٹنگیں بلا رہے تھے اور بظاہر مشورہ لے رہے تھے کہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے تعلق سے نئے مالی سال اور نئے پنج سالہ منصوبہ میں کیا کیا کر دیا جائے۔ لیکن بجٹ مرتب کرنے سے قبل صوبائی الکشن گذر چکے تھے۔ اچانک مسلمان نظروں اور ذہنوں سے اوجھل ہو گئے۔ ایک اہم صوبائی لیڈر نے تو پھر بھی سر عام تسلیم کر لیا کہ ان کی پارٹی اس لئے ہاری کہ مسلمانوں نے انہیں ووٹ نہیں دیا۔ لیکن ملک میںکسی اور طرف سے تو ایسے احساس کا اظہار بھی نظر نہیں آیا۔ بلکہ چنتن بیٹھکوں میں یہی ذکر رہا کہ صوبہ میں تنظیم کمزور ہے، لیڈر وں کی تعداد بہت زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہار کے پیچھے مسلمانوں کا ووٹ نہ ملنے کو تسلیم کرنے کے لئے زیادہ سیاسی ظرف و بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔

رواں سال کے بجٹ میں درجہ فہرست ذاتوں کیلئے لگاتار دوسرے سال علیحدہ سب پلان (Sub-Plan) دے کر ان کے لئے مختص رقم میں 18%کے اضافے کی تجویز ہے اور اب ان کے لئے یہ رقم بڑھ کر 37,113کروڑ روپیہ ہو جائے گی۔ اور ہمیں یہ خوب معلوم ہے کہ درجہ فہرست ذات کی تعریف میں

سے مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک سازش کے تحت عین غیر آئینی طور پر 1950 میں ھی نکال دیا گیا تھا۔ ادھر بجٹ میں مسلمانوں یا عیسائیوں کیلئے مکمل خاموشی ھے حالانکہ سابق آئی اے ایس افسر ھرش مندر کی تنظیم سنٹر فار اکوٹی اسٹڈیز (Centre for Equity Studies) نے 2011 کی اپنی سروے رپورٹ بہ عنوان "وعدے جو پورے ھونا باقی ھیں" (Promises to Keep) میں وسیع دلائل کے ساتھ لکھا ھے کہ سچر کمیٹی رپورٹ پر عمل ھونے کی یھی صورت ھے کہ مسلمانوں کے لئے ملک کے بجٹ میں سب پلان (Budget Sub-Plan for Muslims) مختص کیا جائے ۔اس اھم رپورٹ کو مرکزی وزیرمملکت برائے اقلیتی امورنے پارلیامنٹ میں بیان دے کرصرف اس لئے ردّ کر دیا کہ اس میں تحریر شدہ اعداد وشمار میں دو ایک معمولی غلطیاں ھیں۔ اس سے کیا سمجھا جائے ؟ خفیف اورچھوٹے کاروبارکو فروغ دینے کیلئے بجٹ میں حکومت نے تجویز رکھی ھے کہ وزارتیں اورپبلک سکٹر کی کمپنیاں اپنی کل خرید کا پانچواں حصہ انھیں کاروبار کرنے والوں سے کریں ۔ اس کا بھی چار فیصد درجہ فھرست ذاتوں کے لوگوں سے ھی خریدا جائے۔ لیکن ایسا کوئی پلان مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے نھیں بنایا گیا ھے۔ان کے خلاف مذھبی تعصب لا زوال ھوتا جا رھا ھے۔

سچر کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ جو لوگ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے کاروبار سے، ان کے ذریعہ چلائے جا رھے اداروں سے یا ان کے ذریعہ تعمیر کی جا رھی رھائش گاھوں میں ھر مذھب کے ماننے والوں کو آبادی میں ان کے تناسب کے شایان شان فائدہ پھونچتا رھے تو ایسے لوگوں کو حکومت خصوصی مراعات و انعام و اکرام سے نوازے (Incentive Based on Diversity Index)۔ اس بابت بنائی گئی اکسپرٹ کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ تین سال پھلے پیش کر دی۔ لیکن یو پی اے حکومت نے اپنے ساتویں بجٹ میں بھی اس اسکیم کا کوئی ذکر نھیں کیا اور نا ھی اس کیلئے کوئی رقم مختص کی۔ سچر کمیٹی نے کھا تھا کہ قومی سطح پر وقف ڈولپمنٹ کارپوریشن بنایا جائے۔ سچر رپورٹ کو پیش ھونے اور حکومت سے منظور ھونے کے بعد اب یوپی اے حکومت نے چھٹا بجٹ پیش کیا ھے لیکن اب بھی وقف ڈولپمنٹ کارپوریشن حکومت کی فوقیت سے پرے ھے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے نئے کیمپسوں کے لئے رقم مختص کی گئی تھی لیکن وہ کام تو ابھی تک پایہ تکمیل تک پھونچا نھیں۔ ظاھر ھے کہ پچھلے سال کی غیر مستعمل رقم تو واپس ھو گئی۔ لیکن رواں سال کے بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نھیں ھے۔

رنگناتھ مشرا کمیشن نے سفارش کی تھی کہ ایسی تمام سرکاری اسکیموں میں جن سے روزگار کے مواقع کو فروغ ملتا ھے اقلیتوں کیلئے پندرہ فیصد رقم مختص کی جائے جس میں سے دو تہائی صرف مسلمانوں کے لئے ھونی چاھئے ۔ اسکے بعد سے پانچواں بجٹ پیش ھوچکا ھے لیکن اس معقول سفارش پر عمل اب بھی ندارد ھے۔ مشرا کمیشن نے یہ بھی کہا تھا کہ اقلیتوں کی بھبود کیلئے وزیر اعظم کے پندرہ نکاتی پروگرام کو قانونی درجہ دیا جائے اور اس کے نفاذ کو پابند عدالت استحکام بخشا جائے۔ اس بابت بھی اب تک کوئی پیش رفت نہیں ھوی۔ مشرا کمیشن نے کہا تھا کہ اقلیتوں کے لئے قرض کی فراھمی کے لا مانع تسلسل کی غرض سے قومی بینکوں کی ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اس مجرب تجویز کو بھی اب تک پانچ سالوں کے بجٹ میں جگہ نہیں مل سکی۔ مشرا کمیشن نے کہا کہ مرکزی اور صوبائی سطح پر تمام سرکاری کمیشنوں' بورڈوں 'کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں مسلمانوں و دیگر اقلیتوں کے افراد کو ممبربنایا جائے اور ان کے چئیرمین کی کرسی پر مختلف مذاھب کے لوگ نمبر وار بٹھائے جائیں۔ سالھا سال سے ایسا بھی کچھ ھوتا نظر نہیں آ رھا ھے۔بلکہ حکومت کے نزدیک مسلمانوں کا حق صرف ان عھدوں پر ھے جھاں مسلمانوں اور دیگراقلیتوں سے متعلق کام یا زیبائش کی ضرورت ھے۔ اور ھم اھل ملت بھی انھیں چند متشرق عھدوں کے گرد سریلی کرسی والے کھیل تک اپنے کو کیوں محدود رکھیں ؟کیوں نہیں ھم بڑھ چڑھ کر حق جماتے ھیں کہ ھمیں بنایا جائے مرکزی فائنانس سکریٹری' پلاننگ کمیشن کا چئیرمین' رزرو بینک کا گورنر' قومی سلامتی صلاح کار' دھلی کا لفٹننٹ گورنر' آئی بی کا چیف' دھلی کا پولیس کمشنر' اسکوپ (Standing Committee on Public Enterprises : SCOPE) کا چئیرمین' ائر انڈیا کا چئیرمین وغیرہ۔ ان عھدوں کے لئے مسلمانوں کو مستقل طور پرغیر مرغوب شخصیت (Persona non grata) کا درجہ کیوں دیا گیا ھے ؟

مشرا کمیشن وسچر کمیٹی کی سفارش پر حالیہ صوبائی الکشن کے اعلان سے دو روز قبل مرکزی حکومت نے آرڈر جاری کیا کہ سرکاری تقرریوں میں 27%اوبی سی رزرویشن کے تحت اقلیتوں کیلئے ساڑھے چار فیصد سب کوٹا ھو گا۔مشرا کمیشن نے یہ بھی کھا تھا کہ چونکہ تمام اقلیتوں میں مسلمان 73% ھیں اسلئے اس سب کوٹامیں سے ان کے لئے متناسب دو تہائی حصہ مختص کیا جائے۔ لیکن حکومت کے آرڈر میں مسلمانوں کیلئے ایسی کوئی نشاندھی نہیں کی گئی۔ یھاں یہ بات یاد رکھنے کی ھے کہ اقلیتوں میں سکھ لوگ بھی ھیں۔ جبکہ سکھوں کا شمار درجہ فہرست ذاتوں میں بھی ھے جن کے لئے علیحدہ بھاری رزرویشن آدھی صدی سے زائد سے چلا آرھا ھے۔ علاوہ ازیں سکھ اور جین افراد

سرکاری عهدوں پر بهت پهلے سے هی اپنی آبادی کے تناسب سے کهیں زیاده فیصد تعداد میں فائض هیں۔ پهر بهی حکومت نے مشرا کمیشن کی تجویز پر عمل نهیں کیا اور 2011کے خفیف سب کوٹا میں بهی مسلمانوں کو ان کا جائز حق نهیں دیا۔

یهاں اهل ملت کیلئے بهی غور خوض کا مقام هے۔ بهئی جس کو جو بهی سرکاری ، نیم سرکاری یا قدرے خود مختار عهده مل سکے وه ضرور لے لے۔ اسکے لئے کوشاں بهی رهے۔لیکن امید واری کے اس پورے گروپ میں ملت کے ایك فیصد سے بهی کم افراد هیں۔ باقی 99%لوگ تو ملت کی فلاح کیلےء متحرك هو سکتے هیں ! اور انهیں حکومت کے رو برو کم از کم صاف گوئی کرنے سے بلا وجه گریز کرنے کی کوئی ضرورت نهیں هے۔ اور یه بهی مناسب نهیں هے که صرف الکشن میں ووٹ دینے تك اپنا رول محدود رکها جائے۔ همیں علا مه اقبال کا مصرع یاد رکهنا هو گا که " جنبش سے هے زندگی جهاں کی"۔ پهر انهیں کی ایما پرهمیں اپنے کو صدف یا گهر سمجه لینے پر اکتفا نهیں کرنی هو گی بلکه همیںمستقلاَ وه قطرهِ نیساں بننا هو گا جس سے دریا کا دل مطلاطم رهے۔ زیاده تعداد میں اهل ملت کو میدان میں اترنا هو گا۔ خصوصاَ ملازمت یا پیشے سے جو سبکدوش افراد هیں ان کی تو ذمه داری بهت زیاده هے۔ انهیں اللّٰهنے اهلیت دی هے، تجربه دیا،صحت دی، ایك پر سکون باوقار زندگی دی، مراعات دیں ، انکے بچوں کو تعلیم کے بهترین مواقع دئے، ان کے بچوں کا گهر بهی بس چکا،غیره وغیره۔سبکدوش هونے کے بعد بهی انکے جسم میں الحمد للّٰه عرصه دراز تك توانائی رهتی هے اور ان کا ذهن بهی خوب چاق و چوبند رهتا هے۔ پهر بهی اگر وه اپنی استطاعت کا معقول حصه متحرك ره کرملت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے نه لگائیں تو یه اللّٰهکی صریح ناشکری هے۔ آئے جناب جاوید قمر کے اس شعر سے روشنی حاصل کریں:

هوش ان تند هوائوں کے ٹهکانے لگ جائیں
هم چراغ اپنے لهو سے جو لگانے لگ جائیں